خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ | 19 اگست 1998ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

☎ 213029

بدھ 19 اگست 1998ء 25 ربیع الثانی 1419 ہجری 19 ظہور 1377 ہش | جلد 48-83 نمبر 180

صفات الٰہیہ کے مظہر بنو

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔

(صحیح بخاری-کتاب الاستیذان باب بدء السلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلّق باخلاق اللہ کرے۔ یعنی جو جو اخلاق فاضلہ خدا میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً خدا تعالیٰ میں عفو ہے۔ انسان بھی عفو کرے۔ رحم ہے۔ حلم ہے۔ کرم ہے۔ انسان بھی رحم کرے۔ حلم کرے۔ لوگوں سے کرم کرے۔ خدا تعالیٰ ستار ہے۔ انسان کو بھی ستاری کی شان سے حصہ لینا چاہئے اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور معاصی کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی کوئی بدی یا نقص دیکھتے ہیں جب تک اس کی اچھی طرح سے تشہیر نہ کرلیں ان کو کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ حدیث میں آیا ہے جو اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 409)

صفاتِ الٰہیہ کا رنگ اختیار کرنے کی کوشش کرو

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے اور اس کی قابلیت خود اس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کردی ہے۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا مالک یوم الدین کا مظہر نہیں بن سکتا اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں وہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں۔ اور اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ (بخاری جلد 2 کتاب الاستیذان) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مادی شکل نہیں۔ اور نہ (دین) اس کا قائل ہے پس اللہ تعالیٰ کی صورت پر آدم کو پیدا کرنے کا یہی مفہوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم میں صفات الٰہیہ کا مظہر بننے کی قابلیت رکھ دی۔ اب کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان صفات کو اپنے وجود کے ذریعہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ جس طرح خدا تعالیٰ ستار ہے۔ اسی طرح وہ بھی ستار بن سکتا ہے جس طرح خدا شکور ہے اسی طرح وہ بھی شکور بن سکتا ہے جس طرح خدا وہاب ہے اسی طرح وہ بھی وہاب بن سکتا ہے جس طرح خدا رزاق ہے اسی طرح وہ اپنے دائرہ میں رزاق بن سکتا ہے اور درحقیقت (دینی) نقطہ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو صفات الٰہیہ کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ سے مشارکت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ دیکھو آک کا ٹڈا آگ کے پتوں میں رہ کر ویسا ہی رنگ اختیار کرلیتا ہے اور تیتری جن پھولوں میں اڑتی پھرتی ہے ان کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کیا ہم ٹڈوں اور تیتریوں سے بھی گئے گذرے ہیں۔ اور ہمارا خدا نعوذ باللہ آک اور پھولوں سے بھی گیا گذرا ہے کہ ٹڈا اگر آک میں رہتا ہے تو ان کا رنگ قبول کرلیتا ہے تیتریاں جن پھولوں میں رہتی ہیں ان کا رنگ اخذ کرلیتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے بندے اس کے پاس جائیں اور وہ اس کا رنگ قبول نہ کریں۔ دراصل اپنے دل کی بدظنی ہی ہوتی ہے جو انسان کو ناکام و نامراد رکھتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے انا عند ظن عبدی بی جیسا بندہ میرے متعلق گمان کرتا ہے ویسا ہی میں اس سے سلوک کرتا ہوں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوتا یا خدا تعالیٰ کے متعلق یقین نہیں ہوتا ان کو کچھ نہیں ملتا۔ لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں معزز بنایا ہے اور بڑی بڑی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بڑا رحم کرنے والا ہے اور بڑے بڑے انعام دینے والا ہے وہ خالی نہیں رہتے بلکہ اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لے کر رہتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں کسی نہ کسی کا رنگ اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جب تم نے بہر حال کسی کا رنگ اختیار کرنا ہے تو ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے دوستوں کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے بیوی بچوں کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے اساتذہ کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے ماحول کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنی حکومت کا رنگ اختیار نہ کرو۔ بلکہ تم خدائے واحد کا رنگ اختیار کرو۔

(تفسیر کبیر جلد دوم ص 217)

صنعتی نمائش خدام الاحمدیہ پاکستان

ربوہ۔ 16- اگست 1998ء۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت چوتھی آل پاکستان صنعتی نمائش کامیابی اور خیر خوبی کے ساتھ تین دن 14 سے 16- اگست تک جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہو گئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے انعامات تقسیم فرمائے۔

امسال 26- اضلاع کے 119 خدام نے 690 مختلف چیزیں نمائش کے لئے پیش کیں۔ تین دنوں میں ربوہ کے قریباً 10 ہزار افراد نے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے نہایت دلچسپی اور ذوق و شوق سے نمائش کو دیکھا۔ یہ نمائش مجلس خدام الاحمدیہ کے وسیع و عریض ہال ایوان محمود میں منعقد ہوئی۔

نمائش کا افتتاح یوم آزادی 14- اگست کو محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال الثانی نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ذیلی تنظیموں کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جماعت کے افراد کو محنت و مشقت کا عادی بنایا جائے۔ اس کے لئے تین شعبے ہیں وقار عمل، خدمت خلق اور صنعت و تجارت۔ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ جماعت میں ہاتھ سے کام کرنے کی عزت قائم کی جائے۔ ہنر سیکھے جائیں۔ جو جانتے ہیں وہ انہیں سکھائیں جو نہیں جانتے۔ یہی بہترین رستہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے یہ بھی فرمایا کہ پیشے سیکھو اور دماغ کو روشن کرو۔ نئی ایجادیں کرو۔ حضرت مصلح موعود نے دارالصناعت قائم کیا جس میں لوہار اور ترکھان کا کام سکھایا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان ساری باتوں کا مقصد یہ ہے کہ سب مل کر دین کی خدمت کریں۔ خدام کے قیام میں یہ امر مضمر ہے کہ نوجوانوں کا ایسا گروہ ہو جو بلا تمیز مذہب و ملت خدمت پر کمربستہ رہے۔

دعا کے بعد فیتہ کاٹ کر آپ نے نمائش کا افتتاح فرمایا۔

اختتامی تقریب مورخہ 16- مارچ 1998ء کو شام آٹھ بجے چوتھی آل پاکستان صنعتی نمائش کی اختتامی تقریب ایوان محمود کے لان میں منعقد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

احمدیوں سے توقعات

حضرت مصلح موعود کا پاکیزہ کلام

مَیں اپنے پیاروں کی نسبت
ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی

وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں
اور اُن کی نگاہ رہے نیچی

وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
شیروں کی طرح غراتے ہوں

ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں
تو مُنہ میں کف بھر لاتے ہوں

وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر
اُمید لگائے بیٹھے ہوں

وہ ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو
مقصود بنائے بیٹھے ہوں

شمشیرِ زباں سے گھر بیٹھے
دشمن کو مارے جاتے ہوں

میدانِ عمل کا نام بھی لو
تو جھینپتے ہوں گھبراتے ہوں

گیدڑ کی طرح وہ تاک میں ہوں
شیروں کے شکار پہ جانے کی

اور بیٹھے خوابیں دیکھتے ہوں
وہ ان کا جُوٹھا کھانے کی

اے میری اُلفت کے طالب!
یہ میرے دل کا نقشہ ہے

اب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو
وہ ان باتوں میں کیسا ہے

گر تیری ہمت چھوٹی ہے
گر تیرے ارادے مُردہ ہیں

گر تیری اُمنگیں کوتہ ہیں
گر تیرے خیال افسردہ ہیں

کیا تیرے ساتھ لگا کر دل
مَیں خود بھی کمینہ بن جاؤں

ہُوں جنت کا مینار، مگر
دوزخ کا زینہ بن جاؤں

ہے خواہش میری اُلفت کی
تو اپنی نگاہیں اونچی کر

تدبیر کے جالوں میں مت پھنس
کر قبضہ جا کے مقدر پر

میں واحد کا ہوں دلدادہ
اور واحد میرا پیارا ہے

گر تُو بھی واحد بن جائے
تو میری آنکھ کا تارا ہے

تُو ایک ہو ساری دنیا میں
کوئی ساجھی اور شریک نہ ہو

تُو سب دُنیا کو دے لیکن
خود تیرے ہاتھ میں بھیک نہ ہو

خدا کی معرفت خدا کے ذریعہ سے ہی میسر آسکتی ہے

جو لوگ سچے دل سے خدا کے طالب ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ خدا کی معرفت خدا کے ذریعہ سے ہی میسر آسکتی ہے۔ اور خدا کو خدا کے ساتھ ہی شناخت کر سکتے ہی اور خدا اپنی حجت آپ ہی پوری کر سکتا ہے۔ انسان کے اختیار میں نہیں۔ اور انسان کبھی کسی حیلہ سے گناہ سے بیزار ہو کر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ معرفت کاملہ حاصل نہ ہو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرشید احمد شاہد صاحب

قسط اول

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

پہلی بیعت اور چند ایمان افروز واقعات

میرے والد محترم میاں عبدالعزیز صاحب ولد محترم پیر میاں عدل دین صاحب جن کی پیدائش فروری 1890ء کی ہے اور تاریخ وفات 3 ستمبر 1979ء ہے۔ انہوں نے جون 1977ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اپنی پہلی ملاقات اور بیعت کی جو روئیداد دفتر بہشتی مقبرہ کو لکھ کر دی تھی اس کے مطابق آپ کی بیعت شروع ستمبر 1905ء کی بنتی ہے اور یہ بات الفضل کے پرچہ مورخہ 4 نومبر 1979ء میں بھی درج ہو چکی ہے۔

خاندانی حالات

میرے دادا محترم پیر میاں عدل دین صاحب کو ضلع ملتان کے ان پیروں نے جو ہمارے گاؤں میں آیا کرتے تھے اس علاقہ میں اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا ہوا تھا۔ اور ان کو یہ اجازت دی ہوئی تھی۔ کہ جو پنیاں وغیرہ یا کوئی اور کھانے کی چیزیں نذرانہ کے طور پر آئیں۔ وہ سب تمہاری اور جو نقد رقم آئے اس میں سے 1/3 تمہارا اور باقی 2/3 ہمارا۔ چنانچہ اس وجہ سے یہ بھی اپنے اس علاقے میں پیر مانے جاتے تھے اور جیسا کہ دستور ہے۔ کہ جب لوگ کسی کو اپنا پیرو مرشد تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر اس کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی اس علاقے میں لوگ بڑی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور اردگرد کے دور و نزدیک کے بہت سے دیہات کے مرد اور عورتیں ان کی زیارت کے لئے اور ان سے دعائیں کرانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور ان سے اپنے جھگڑوں کے فیصلے کروایا کرتے تھے۔

اس کے بعد میرے دادا کی جب وفات ہوئی۔ تو ان کی جگہ میرے ایک تایا میاں محکم دین صاحب پیر بنے۔ اور لوگوں نے ان کے پاس آنا شروع کر دیا۔ لیکن اسی اثناء میں اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد میرے والد محترم میاں عبدالعزیز صاحب نے قریباً ساڑھے پندرہ سال کی عمر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت کر لی۔ اور اس طرح ان کا ادھر اپنے باپ دادا کے کاروبار سے تعلق ختم ہو گیا۔ اور ادھر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ایک نیا تعلق قائم ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود یہ بعد میں جب کبھی اپنے گاؤں میں جاتے تو لوگ ان کو اسی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے۔ جس عزت و احترام کی نظر سے ان کے بزرگوں کو دیکھا کرتے تھے۔ اور ان کے بزرگوں کی طرح احمدی ہونے کے بعد بھی کبھی کبھی ان سے اپنے جھگڑوں کے فیصلے کروایا کرتے تھے۔ اور ان کو قاضی جی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ گاؤں میں ان کا ذکر اکثر قاضی جی کے نام سے ہوتا تھا۔

آپ اپنی بیعت کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

یہ 1898ء یا 1899ء کی بات ہے۔ اور یہ وہ وقت تھا جبکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعوئ امام مہدی کا چاروں طرف بہت شور تھا۔ اور چاروں طرف سے نیک فطرت اور سمجھدار لوگ آپ کو قبول کرتے جا رہے تھے ہمارے گاؤں کے بہت سے لوگ بھی اس وقت تک حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت کر کے احمدی ہو چکے تھے۔ میری اپنی برادری کے ایک فرد بھی جو مجھ سے 18 سال بڑے تھے۔ احمدی ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کے ذریعے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آواز اکثر میرے کانوں میں پڑتی رہتی تھی۔ اور حضرت صاحب کے الہامات اور پیشگوئیوں کا ذکر بھی میں سنتا رہتا تھا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی کے مطابق جب پنجاب کے اکثر حصوں میں زلزلہ آیا۔ اور بھاگسو کانگڑہ ایک شہر جو ہمارے گاؤں سے اندازاً چالیس میل کے فاصلے پر تھا۔ اس زلزلہ سے تباہ ہوا۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال کے قریب تھی۔ اور صحت میری اچھی تھی۔ اس زلزلہ کے کچھ جھٹکے سورج نکلنے سے تھوڑا پہلے ہمارے گاؤں میں بھی آئے تھے۔ میں اس وقت اندر کمرے میں سویا ہوا تھا۔ میری والدہ محترمہ نے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں مجھے بازو سے پکڑ کر جگایا۔ اور کمرے سے باہر نکالا۔ گاؤں کے اور لوگ بھی گھبرا کر گھروں سے باہر نکل آئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ وہ منگل کا دن تھا۔ اور مارچ کا آخر یا اپریل کا شروع تھا۔ اور لوگ ایک دوسرے سے یہ چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ کہ کہیں قیامت تو نہیں آ گئی۔

اس زلزلہ سے پہلے میں اپنے احمدی بزرگوں سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الہامات اور پیشگوئیوں کا ذکر تو سنتا رہتا تھا۔ مگر نماز ان کے ساتھ نہیں پڑھتا تھا۔ مگر زلزلہ کے بعد جب لوگوں سے بار بار یہ سنا کہ یہ زلزلہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہے۔ تو میرے دل میں بھی بیعت کرنے کی خواہش پیدا ہونے لگی۔ اور میں سمجھ گیا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فی الواقعہ سچے ہیں۔ اس خواہش کا فوری اثر یہ ہوا۔

کہ میں نے اپنے احمدی بزرگوں کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی۔

میرے ان خیالات کا آہستہ آہستہ جماعت کے اور بزرگوں کو بھی علم ہو گیا۔ اس لئے بعض بزرگوں نے محترم مولوی بوٹے خان صاحب سے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ عبدالعزیز کی بھی بیعت کروا دیں۔ کیونکہ وہ میری اس بات کو دیکھ کر کہ میں نے نماز ان کے ساتھ پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اس بات کو سمجھ چکے تھے کہ میں بھی اب دل سے احمدی ہو گیا ہوں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میں اس وقت تک اپنی نیت کے اعتبار سے پوری طرح احمدی ہو چکا تھا۔

چنانچہ اس واقعہ زلزلہ کے پانچ یا چھ ماہ بعد محترم مولوی بوٹے خان صاحب نے قادیان جانے کا پروگرام بنایا مجھے جب اس کا علم ہوا۔ تو میں بھی اپنی والدہ سے اجازت لے کر ان کے ساتھ تیار ہو گیا۔ محترم مولوی صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ بہن امام بی بی صاحبہ بھی تھیں سب لوگ ان کو بہن امام بی بی کے نام سے پکارتے تھے۔ اور چوتھا میرا ساتھی اس قافلہ میں دین محمد تھا۔ جو بعد میں دینا سیانا کے نام سے مشہور ہوا۔ دنیا سیانا کی وفات کے کچھ عرصہ بعد جب اس کے ورثاء اس کی نعش کو ربوہ لائے۔ تو محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے ان کے ورثاء کے کہنے پر مجھے گواہی کے لئے بلایا تھا۔ اور میں نے ان کے متعلق یہ گواہی دی تھی کہ یہ واقعہ میں رفیق ہیں۔ اور انہوں نے میرے ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت کی تھی۔

الغرض ہمارا یہ چار آدمیوں کا قافلہ تھا ہم صبح کے وقت اپنے گاؤں سے پیدل روانہ ہوئے۔ اور بٹالہ کے راستہ قریباً 24 یا 25 میل کا فاصلہ طے کر کے شام کے وقت قادیان پہنچ گئے۔ اور لنگر خانہ میں قیام کیا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دیکھنے اور ملنے کا اس قدر شوق تھا۔ کہ مجھے جو بھی کوئی بزرگ پگڑی والا نظر آتا۔ میں مولوی صاحب سے پوچھتا۔ کیا یہ مسیح موعود ہیں۔ تو وہ کہتے نہیں یہ نہیں ہیں۔ اس طرح تین چار مرتبہ جب میں نے دریافت کیا تو مولوی صاحب موصوف مجھ پر ناراض ہوئے۔ اور ذرا غصے سے مجھے کہا۔ کہ اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو۔ جب حضرت مسیح موعود آئیں گے۔ تو میں خود تمہاری ان سے ملاقات کراؤں گا۔ اس پر میں خاموش ہو گیا۔ مگر دل میں بے چینی اسی طرح لگی رہی۔ کہ کب حضرت مسیح موعود تشریف لائیں۔ اور کب ہماری ان سے ملاقات ہو۔ مگر وہ دن بھی اور اس سے اگلا دن بھی انتظار میں گزر گیا۔ حضرت صاحب سے ہماری ملاقات نہ ہو سکی۔

تیسرے دن ظہر کے قریب جب ہم بیت اقصیٰ سے نکل کر بیت مبارک کی طرف جا رہے تھے۔ تو اس جگہ کے قریب جہاں بعد میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر بنے۔ حضرت مسیح موعود بیت اقصیٰ کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ اور آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے دوست تھے۔ محترم مولوی صاحب نے مجھے اشارے سے بتایا کہ وہ سامنے حضرت مسیح موعود آ رہے ہیں۔ میں ایک دم تیزی سے آگے بڑھا۔ اور حضرت صاحب سے مصافحہ کیا آپ نے بڑی شفقت سے کھڑے ہو کر میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔ اور پھر پکڑ کر اپنے بائیں طرف اپنے جسم کے ساتھ لگا لیا۔ مجھے چونکہ پہلے ہی حضور سے ملنے کی بے چینی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے جب حضرت صاحب نے بڑی شفقت سے مجھے پکڑ کر اپنے جسم کے ساتھ لگا لیا۔ تو میں اپنے اس اندرونی شوق اور محبت کی وجہ سے جو پہلے بھی میرے دل میں موجزن تھا۔ اور زیادہ حضور کے قریب ہو کر اس طرح حضور کے ساتھ لگ گیا جس طرح کوئی کسی سے چمٹ جاتا ہے اور اس طرح قریباً میرا سارا جسم سر سے پاؤں تک حضور کے ساتھ لگ گیا۔ حضور نے جب میرے اس شوق کو دیکھا۔ تو حضور نے بھی بڑی شفقت اور پیار سے میرے سر پر اور میرے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ اور پھر تھوڑے سے توقف کے بعد حضور آگے کی طرف چل پڑے۔

بیت اقصیٰ پہنچ کر حضور نے پہلے ظہر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد حضور بیٹھ کر جماعت کے دوستوں سے نصیحت کے رنگ میں گفتگو فرمانے لگے۔ محترم مولوی صاحب نے مجھے اور میرے ساتھی دین محمد سے کہا۔ کہ آگے ہو کر حضور کو دباؤ۔ چنانچہ ہم دونوں آگے ہو کر حضور کو دبانے لگے۔ میں حضور کے دائیں طرف تھا۔ اور میرا ساتھی حضور کے بائیں طرف۔ بیت اقصیٰ اس وقت چھوٹی تھی۔ اور منارۃ المسیح کی صرف بنیادیں بھری ہوئی تھیں۔ جب حضور کو گفتگو کرتے ہوئے تھوڑی دیر گزری۔ تو کچھ اور دوستوں نے جو ہماری طرح بیعت کی غرض سے قادیان آئے ہوئے تھے حضور سے بیعت لینے کی درخواست کی۔ حضور نے ان کی درخواست کو منظور فرماتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور حضور کے سامنے سے کسی شخص نے حضور کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور ہم دونوں نے دائیں بائیں سے اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ اور جو لوگ اس کے پیچھے تھے انہوں نے اس کے کندھے اور کمر پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ اور اس طرح حضور نے سب سے بیعت لی۔ اور اس کے بعد دعا کرائی۔ اور پھر حضرت بیت اقصیٰ سے اٹھ کر واپس گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ ہم بھی حضور کے ساتھ ساتھ تھے۔ جب حضور اس گلی کی سیڑھیوں سے جس کے اوپر بیت مبارک کی چھت ہے۔ مکان کے اندر چلے گئے تو ہم واپس آ گئے۔ بیعت کرنے کے بعد ہم دو دن تک قادیان میں اور رہے۔ اور پھر واپس اپنے گاؤں میں آ گئے۔

مجھے چونکہ اپنے گاؤں میں کوئی ایسی مصروفیت نہیں تھی۔ سوائے اپنی بوڑھی والدہ کی نگرانی کے۔ کہ جو مجھے قادیان جانے سے روک سکے۔ اس لئے مجھے محترم بزرگوارم مولوی بوٹے خانصاحب اور جماعت کے دیگر دوستوں کے ساتھ بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کے وصال مبارک تک کئی مرتبہ قادیان جانے اور حضور کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ اس کی روئیداد بہت لمبی ہے۔ لیکن اس روئیداد میں سے اب میں حضور سے اپنی ملاقات کے چند اور واقعات بیان کرتا ہوں۔

لیکن قبل اس کے کہ میں اپنی ملاقات کے کچھ اور واقعات بیان کروں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضور سے میری اس پہلی ملاقات کا کہ جس ملاقات میں میں نے حضور کی بیعت کی تھی اور جس کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ مجھ پر یہ اثر تھا کہ میرا اس کے بعد ہمیشہ ہی یہ دل کرتا رہتا تھا۔ کہ میں قادیان جاؤں اور حضور سے ملاقات کروں۔ بے شک میری عمر اس وقت ساڑھے پندرہ سے سولہ سال کے درمیان تھی لیکن میری صحت چونکہ اچھی تھی اور میرا جسم مضبوط تھا۔ اس لئے اس قسم کے پیدل سفروں میں مجھے کوئی دقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہوتی تھی۔ دور و نزدیک جدھر بھی جانا ہو۔ میں آسانی سے چلا جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ حضور سے ملاقات میری پہلے ہو چکی تھی۔ اس ملاقات میں جو راحت اور اطمینان مجھے نظر آیا تھا۔ وہ اس بچپن کے زمانہ میں بھی مجھے کسی اور جگہ نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے اس کے بعد جب بھی ہمارے گاؤں کے کچھ لوگ قادیان جانے کے لئے تیار ہوتے۔ میں بھی فوراً اپنی والدہ سے اجازت لے کر ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جاتا۔ اور اس کا اصل مقصد میرے ذہن میں اپنے شوق کی وجہ سے یہی ہوتا تھا۔ کہ میں قادیان جاؤں اور حضرت مسیح موعود سے ملاقات کروں۔

چنانچہ اس پہلی ملاقات کے بعد جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ حضور کے وصال مبارک تک مجھے کوئی آٹھ یا نو مرتبہ قادیان جانے اور حضور کی صحبت سے فیضیاب ہونے اور حضور کے قریب بیٹھ کر حضور کو دبانے اور خدمت کرنے کا موقع ملا۔

دوسری بات اس جگہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ تعلیم کے اعتبار سے بڑا پسماندگی کا زمانہ تھا۔ دور دور تک کوئی اچھا پڑھا ہوا آدمی مشکل سے ہی ملتا تھا۔ پھر میرے والد صاحب میرے بچپن کے زمانہ میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور میرے سر پر بھی کوئی نہیں تھا۔ اس لئے میرے لئے باقاعدہ کوئی تعلیم حاصل کرنا مشکل تھا۔ البتہ میں نے ان مشکلات کے باوجود خود ہی کوشش کر کے اپنے استاد سائیں مہر شاہ صاحب (جو احمدی تھے) سے قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم بچپن میں ہی حاصل کر لی تھی اور پھر اپنے انہی استاد صاحب سے تھوڑا تھوڑا اردو پڑھنا اور دستخط کرنے بھی سیکھ لئے تھے۔ اس سے زیادہ اس وقت میری کوئی تعلیم نہیں تھی۔ بے شک احمدی ہونے کے بعد مجھے بہت سے اختلافی مسائل خوب اچھی طرح سے یاد ہو گئے تھے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کا میں ترجمہ بھی اپنے بحث مباحثہ میں خوب اچھی طرح سے بیان کر لیا کرتا تھا۔ لیکن بچپن کے زمانہ میں جب میں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی ہے۔ اس وقت میری تعلیم اتنی ہی تھی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اور پھر بچپن بچپن ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس زمانہ میں حضور سے اپنی ملاقاتوں میں جو کچھ میں نے اپنے علم اور سمجھ کے مطابق دیکھا اور سنا۔ وہ سب مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اور اس کے مطابق اب میں حضور سے اپنی ملاقاتوں کے چند اور واقعات بیان کرتا ہوں۔

واقعہ نمبر2

ایک واقعہ میری زندگی کا جو مارچ اور اپریل 1906ء کے درمیانی عرصہ کا ہے۔ اور جو سیدنا حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے یہ ہے کہ ان دنوں میں، جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ہمارے گاؤں اور اس کے اردگرد کے تمام علاقہ میں طاعون کی وباء بہت پھیلی ہوئی تھی۔ اور روزانہ لوگ اس مہلک وباء سے اس کثرت سے مر رہے تھے کہ ان کو کوئی نہلانے اور اٹھانے والا نہیں ملتا تھا۔ میں چونکہ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر چکا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کی بابرکت صحبت اور دعاؤں کے طفیل میرے دل میں یہ بات بڑے پختہ یقین کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مہلک وباء کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے گا۔

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ اگر گاؤں کا کوئی آدمی یا قریب کے کسی گاؤں سے کوئی مجھے کسی مردے کو نہلانے کے لئے بلاتا۔ تو میں اور میرا ایک ساتھی حافظ عبدالجبار ہم دونوں بغیر کسی خوف کے اس کام کو ایک ثواب کا کام سمجھتے ہوئے چلے جاتے۔ اور مردے کو نہلانے کا کام سر انجام دیتے۔ میرا ساتھی باقاعدہ احمدی نہیں تھا۔ لیکن وہ میرے ساتھ دوستی اور تعلق کی وجہ سے چلا جاتا تھا۔ اس طرح یہ کام کرتے ہوئے جب کچھ دن گزر گئے اور اس عرصہ میں ہم نے تین یا چار طاعون کی بیماری سے مرنے والے افراد کو نہلایا ہو گا۔ تو ایک دن میرے ساتھی حافظ کو بھی اچانک ایک پھوڑا نکل آیا۔ میرا اور اس کا گاؤں چونکہ ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس لئے مجھے اس بات کا بروقت علم نہیں ہو سکا۔ کہ اس کو بھی یہ تکلیف ہو گئی ہے لیکن اس وقت چونکہ یہ وباء بہت زوروں پر تھی۔ اس لئے تین چار دن کے اندر اندر، بقضائے الٰہی وہ بھی فوت ہو گئے۔ مجھے جب اس کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔ تو مجھے اس کا اس قدر رنج اور اس قدر افسوس ہوا۔ کہ آج تک بھی جبکہ اس بات کو اسی سال گزر چکے ہیں۔ میرے دل سے اس تکلیف کا اثر پوری طرح سے نہیں گیا۔ بہرحال جب مجھے اس کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔ تو میں اسی وقت اس کے گاؤں گیا۔ اور اس کی والدہ سے ملا۔ وہ بے چاری اس وقت زار و قطار رو رہی تھی۔ اور روتی ہوئی مجھے کہنے لگی۔ کہ جب اس کو تکلیف زیادہ تھی تو اس وقت وہ بار بار تیرا ہی نام لیتا تھا۔ کہ عبدالعزیز کو بلاؤ۔ عبدالعزیز کو بلاؤ۔ اور کبھی کہتا کہ عبدالعزیز آؤ نماز پڑھیں۔ مگر بدقسمتی سے مجھ تک اس کی تکلیف کی اطلاع بروقت نہ پہنچ سکی۔ بہرصورت میں اگلے دن تک اس کے گاؤں میں ہی رہا۔ اور اس کی والدہ اور اس کے باقی سب عزیزوں کو ہر طرح سے تسلی دینے کی کوشش کرتا رہا۔

دوسرے دن جب میں اس کی والدہ اور اس کے باقی تمام لواحقین سے مل کر اور ان کو ہر طرح سے تسلی دے کر واپس آگیا۔ تو کچھ دنوں کے بعد شام کے وقت مجھے بھی کچھ تکلیف محسوس ہوئی۔ میری والدہ چونکہ عمر رسیدہ اور بوڑھی تھیں۔ اس لئے میں نے شام کے وقت ان کو کچھ نہیں بتایا۔ وہ کھانے کے لئے کہتی رہیں۔ لیکن میں تکلیف کی وجہ سے کچھ کھا بھی نہیں سکا۔ لیکن صبح تک میری تکلیف زیادہ ہو گئی۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ مجھے بھی پھوڑا نکل چکا ہے۔ جو بظاہر زیادہ سخت قسم کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ بخار اور درد کی وجہ سے جو تکلیف تھی۔ وہ زیادہ محسوس ہوتی تھی۔

جاری ہے

ناصر احمد خان

الیکٹران مائیکروسکوپ

عام طور پر ہم جس خوردبین کو جانتے ہیں اس میں روشنی کی وہ لہریں استعمال ہوتی ہیں جن کی طول موج (Wave-Length) کئی ہزار آرنگسٹم ہوتی ہے۔ (ایک آرنگسٹم 10^{10} میٹر کے برابر لمبائی کو کہتے ہیں) ایسی خوردبین کو فوٹان مائیکروسکوپ کہتے ہیں۔

جبکہ وہ خوردبین جس میں روشنی کی بجائے الیکٹران کو استعمال کیا جائے الیکٹران مائیکروسکوپ کہلاتی ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ اس کی بے حد زیادہ قوت تکبیر ہے۔ اس میں الیکٹران کو اس نظریہ کے تحت استعمال کیا جاتا ہے کہ ہر پارٹیکل کے ساتھ ایک طول موج متعلق ہے۔ اس نظریہ کو ڈی براگلی (De-Broglie) کا نظریہ موج کہتے ہیں۔ اس اصول کے تحت الیکٹران سے متعلق طول موج 1.00 آرنگسٹم سے بھی چھوٹا ہے اور ہم اس طول موج کو استعمال کرتے ہوئے وہ اجسام بھی تفصیلاً" دیکھ سکتے ہیں جن کی لمبائی چوڑائی محض 2.3 آرنگسٹم ہو۔ اور یہ صلاحیت عام خوردبین کی صلاحیت سے کئی ہزار گنا زیادہ ہے۔ الیکٹران مائیکروسکوپ میں طول موج اور جسم کے قطر کے درمیان نسبت کو انتہائی کم کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والا عکس انتہائی اعلیٰ ہوتا ہے اور اس کی کوالٹی میں کمی بیشی صرف چند ایک تکنیکی حدود اور بجلی کی سپلائی کی یکسانیت پر منحصر ہوتی ہے۔

مقناطیسی عدسہ دراصل ایک ایسا کوائل ہے جس میں سے کرنٹ گذرتی ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے درمیان سے گذرنے والی الیکٹران کی بیم یا شعاع پر ایک قوت عمل کرتی ہے جو کہ اس بیم کی ولاسٹی اور کوائل کے مقناطیسی فیلڈ پر انحصار کرتی ہے۔ اس قوت کے نتیجہ میں الیکٹران بیم ایک نقطہ پر اکٹھی ہو جاتی ہے۔ یہ فوکس جس قدر اعلیٰ ہو گا خوردبین سے حاصل ہونے والے نتائج بھی اسی قدر اچھے ہوں گے الیکٹران مائیکروسکوپ دو طرح کی ہوتی ہیں۔

1۔ ٹرانسمیشن الیکٹران مائیکروسکوپ
TEM) Transmission-electron Microscope

2۔ سکیننگ الیکٹران مائیکروسکوپ۔
(SEM) Scanning- electron-Microscope

1۔ ٹرانسمیشن الیکٹران مائیکروسکوپ

○ عام روشنی کی خوردبین سے مشابہ ہوتی ہے۔ اس میں تمام کا تمام متعلقہ جسم (جس کو دیکھنا مقصود ہو) الیکٹران بیم سے روشن کیا جاتا ہے۔ جسم سے گذر جانے والے الیکٹران کو فلورسنٹ (Fluorescent) سکرین یا فوٹو گرافک فلم پر فوکس کیا جاتا ہے۔ فوکس کرنے کا یہ عمل مقناطیسی عدسے کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ جس پر کنٹرول الیکٹران کی ولاسٹی اور کوائل میں کرنٹ میں کمی بیشی سے حاصل ہوتا ہے۔ زیادہ سپیڈ کے الیکٹران حاصل کرنے کے واسطے 100000 سے 1000000 وولٹ درکار ہوتے ہیں۔ مگر جسم کو زیادہ سپیڈ کے الیکٹران سے نقصان کا احتمال ہوتا ہے اور یہی چیز ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ تکبیر حاصل کرنے میں حد بندی کا باعث ہے۔

2۔ سکیننگ الیکٹران مائیکروسکوپ

○ عموماً ان الیکٹران کو دیکھ کر اپنا عمل تکبیر مکمل کرتی ہے۔ جو کسی جسم کے کسی ایک حصہ سے ٹکرا کر حاصل ہوتے ہیں یا الیکٹران بیم کے الیکٹران کے ثانوی الیکٹران کے طور پر ملتے ہیں۔ الیکٹران بیم کو جسم پر صرف آرنگسٹم پر فوکس کیا جا سکتا ہے۔ الیکٹران بیم کو کوائل کے کرنٹ میں بار بار تبدیلی کر کے ادھر سے ادھر تک جسم کے اوپر گھمایا جاتا ہے۔ یہ الیکٹران کی باریک پنسل نما بیم جسم سے ثانوی الیکٹران خارج کرنے کا باعث بنتی ہے۔ یہ ثانوی الیکٹران سالڈ سٹیٹ ڈیٹکٹر (Solid State Detector) سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ بعد ازاں سالڈ سٹیٹ ڈیٹکٹر سے حاصل ہونے والی بجلی کی لہروں کو ٹی وی کی سکرین میں دے دیا جاتا ہے اور اس طرح سکرین پر بڑا ہوا ہوا جسم اپنی تمام چھپی ہوئی خصوصیات کے ساتھ نظر آجاتا ہے۔ سکرین پر تصویر سہ رخی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب الیکٹران بیم ٹیڑھی اور مڑی ہوئی سطح پر پڑتی ہے تو زیادہ مقدار میں ثانوی الیکٹران حاصل ہوتے ہیں اسی طرح سیدھی سطح پر کم ثانوی الیکٹران حاصل ہوتے ہیں اور یوں حاصل ہونے والے ثانوی الیکٹران کا امتزاج سہ رخی تصویر سکرین پر دکھا دیتا ہے۔

الیکٹران مائیکروسکوپ کی ایک اہم خصوصیت انتہائی چھوٹے اجسام کی کیمیائی ماہیت کے بارے میں علم مہیا کرنا ہے۔ یہ زیادہ ولاسٹی والے الیکٹران کے متعلقہ جسم سے ٹکراؤ کے بعد حاصل ہونے والی ایکس ریز کے ذریعہ ممکن ہوا ہے۔ اسی طرح اب پروٹان مائیکروسکوپ بھی بنائی جا رہی ہے۔ جو کہ آرگینک (Organic) میٹریل کے بارے میں زیادہ درست معلومات دے سکے گی۔

(ماخوذ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے وطن کی سیر

شاہی قلعہ لاہور

شمشاد احمد قمر

لاہور کا شاہی قلعہ پاکستان میں موجود مغلیہ دور کے آثار میں سے ایک عظیم الشان یادگار ہے۔
اس قلعہ کے پر شوکت دروازوں اور فلک بوس دیواروں کو دیکھ کر انسان سوچ کے گہرے سمندر میں ڈوب جاتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ قلعہ اپنے سینے میں ہزاروں ان کہی داستانیں چھپائے ہوئے ہے۔ بلند وبالا دیواروں پر جنگ وجدل کی کہانیاں رقم ہیں اور اس کے مختلف حصے عدل وانصاف کے ساتھ ساتھ وحشت وبربریت کے مظاہروں کی بھی گواہی دیتے ہیں۔ اس عظیم الشان عمارت نے مسرت وشادمانی کے نغمات بھی سنے ہیں اور پر اسرار سازشوں کی مدھم مدھم سرگوشیاں بھی۔ اس نے کئی بادشاہوں کے اقتدار کا سورج چڑھتے اور ڈوبتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس قلعے کی بنیاد کب رکھی گئی اس کے متعلق تاریخ خاموش دکھائی دیتی ہے تاہم اتنا معلوم ہوتا ہے کہ لاہور پر محمد بن سام نے 1180ء، 1184ء اور 1186ء میں جب تین حملے کئے تو اس وقت لاہور میں ایک قلعہ موجود تھا۔ خیال یہی کیا جاتا ہے کہ وہ یہی قلعہ تھا۔ کیونکہ اس کے علاوہ لاہور میں کسی اور قلعے کے آثار نہیں ملتے۔ 1241ء میں منگولوں نے اسے تباہ کیا اور پھر 1267ء میں غیاث الدین بلبن نے اسے دوبارہ تعمیر کروایا۔ 1398ء میں امیر تیمور کی فوج نے اسے تباہ کیا اور سلطان مبارک شاہ نے 1421ء کے آغاز میں پھر اسے مٹی سے تعمیر کروایا۔ لیکن تعمیر کے صرف پانچ ماہ بعد ہی شیخان گکھڑ نے اس قلعہ کو پھر برباد کر دیا اور بالآخر 1432ء میں شیخ علی والئی کابل نے لاہور فتح کیا اور اس قلعہ کو پھر مرمت کروایا۔ اس طرح جلال الدین اکبر کے دور تک بیرونی حملہ آور یہاں آگ اور خون کا کھیل کھیلتے رہے۔

جلال الدین اکبر نے مٹی کے قلعے کو مسمار کر کے اس کی جگہ پختہ اینٹوں کی عمارت بنوائی اور یہ پختہ قلعہ آج سے قریباً سوا چار سو سال قبل تعمیر ہوا اور تعمیر کا کام 1568ء سے قبل مکمل ہو گیا تھا۔ جب پرانے قلعے کی دوبارہ کھدائی کروائی گئی تو بہت سی مورتیاں اور آثار برآمد ہوئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لاہور ہزاروں سال پہلے بھی آباد تھا اور یہاں کوئی بت پرست قوم آباد تھی۔

اکبر کے بعد جہانگیر، شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر نے بھی اپنے اپنے دور میں اس قلعے کی توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور موجودہ قلعہ ان چار مغل بادشاہوں کی کوششوں کا ایک خوبصورت، دلفریب اور تاریخی شاہکار ہے۔

آیئے اس قلعے کے مختلف حصوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

عالمگیری دروازہ

قلعہ کی مغربی دیوار کے وسط میں ایک بہت بڑا اور عظیم الشان دروازہ حضوری باغ کے بالمقابل واقع ہے۔ یہ دروازہ اور اس کے ساتھ ملحقہ خوبصورت اور مضبوط دیواریں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور 1678ء میں بنوائی گئیں۔ اس دروازے سے شاہی مسجد تک براہ راست پہنچنے کا راستہ بھی بنایا گیا۔ جب سکھوں کے بعد انگریزوں نے اس قلعے پر قبضہ کیا تو انہوں نے مشرقی دروازے کے ساتھ ساتھ اس دروازے کو بھی بند کر دیا اور آمدورفت کے لئے ہاتھی پول کا دروازہ استعمال کیا جانے لگا۔ یہ دروازہ قریباً ایک صدی تک بند رہا۔ پھر قیام پاکستان کے بعد پنجاب کے پہلے پاکستانی گورنر سردار عبدالرب نشتر کے ہاتھوں 18 نومبر 1949ء کو یہ دروازہ دوبارہ کھول دیا گیا۔

اس دروازے کے سامنے کے حصے پر کاشی کاری کے ذریعے بہت عمدہ تصاویر بنائی گئی ہیں جو آہستہ آہستہ مدھم ہو کر خراب ہو رہی ہیں ان تصاویر میں ہاتھیوں، گھوڑوں اور انسانوں کی تصاویر کے علاوہ فرشتوں اور اسی قسم کی دوسری مخلوقات کی خیالی تصاویر بھی بنائی گئی ہیں۔

دروازہ شاہ برج

قلعے میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ شمال مغرب کی طرف ہے۔ اس دروازے پر شاہجہان کا نام لکھا ہوا ہے اس کی تعمیر 1231ء میں ہوئی بادشاہی عہد میں یہ دروازہ بند رہتا تھا۔ صرف مغلیہ فرمانبروا اس کو اپنے نجی داخلے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں بھی بند رہا لیکن انگریزوں کے دور میں دوسرے تمام دروازے بند کر کے اس دروازے کو کھول دیا گیا۔ اور یہی دروازہ آمدورفت کے لئے استعمال ہونے لگا۔ شاہ برج دراصل وہ عمارت ہے جو آجکل شیش محل کے نام سے معروف ہے۔ اس دروازہ سے گزر کر سیدھا راستہ شاہ برج کو جاتا ہے۔

ہاتھی پول دروازہ

شاہ برج دروازہ سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف ایک اور دروازہ ہے جس کو ہاتھی پول دروازہ کہا جاتا ہے۔ یہاں سے غیر معمولی چوڑی سیڑھیوں کا ایک زینہ شیش محل کی طرف اوپر کو جاتا ہے ان سیڑھیوں کے راستے بیگمات اور شہزادیاں ہاتھی پر سوار ہو کر سیر کے لئے نکلا کرتی تھیں۔ یہ سیڑھیاں حفاظتی تدابیر کے پیش نظر پیچدار ہیں۔ اور یہ شاہی محل تک رسائی کا محفوظ ترین راستہ ہے۔

شیش محل

یہ راستہ ہمیں شیش محل تک لے جاتا ہے۔
شیش محل ایک نہایت خوبصورت عمارت ہے جسے شاہ جہاں نے 1231ء میں تعمیر کروایا۔ یہ مغلیہ دور میں لاہور کی شاہی قیام گاہ تھی۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں 26 دسمبر 1846ء کو ہنری ہارڈنگ نے سکھوں کے ساتھ معاہدے پر دستخط کئے تھے اور پھر یہیں مارچ 1849ء میں انگریزوں نے پنجاب پر اپنے تسلط کا اعلان کیا تھا۔

شیش محل کے درمیان میں ایک وسیع آنگن ہے اس کے شمال میں شیش محل کی خاص عمارت ہے۔ اس کے مغربی جانب نولکھا ہے۔ آنگن کے جنوب میں سروں پر دوسہ دریاں اور وسط میں کواڑوں کا ایک لمبا دالان ہے جو خالی ہے اور مقفل رہتا ہے۔ مشرق میں داخلی دروازہ اور ایک اونچی سادہ دیوار ہے۔ یہ دیوار رنجیت سنگھ کے عہد کی ہے۔ اسی طرح شیش محل کی دیوار کے باہر ایک چھوٹا سا دالان بھی سکھوں نے بنایا جس میں رنجیت سنگھ کبھی کبھی اپنے امراء سے ملا کرتا تھا۔

آنگن میں ایک چھوٹا سا حوض ہے اور اس حوض کے وسط میں ایک چھوٹا سا خوبصورت چبوترہ ہے۔ حوض کے چاروں طرف کناروں کے پاس چار فواروں کے نشان ملتے ہیں۔ حوض کا پانی نکالنے کے لئے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں جو آنگن کو چاروں حصوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔

نولکھا

شیش محل کے مغرب میں ایک خوبصورت عمارت نولکھا کے نام سے معروف ہے جو سرتاسر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ نولکھا کے ستونوں کے تاج اور کرسیاں اور دیواروں کے بعض حصے رنگ برنگ، خوشنما اور قیمتی پتھروں کی پچی کاری کے نہایت باریک اور خوبصورت کام سے مزین ہیں۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر نفیس اور باریک کام یہاں پتھر میں ہوا ہے شاید کاغذ پر بھی اس نفاست سے بیل بوٹے بنانا ناممکن ہو۔

ایک روایت کے مطابق اس عمارت پر اس وقت نولاکھ روپے خرچ ہوئے تھے اس لئے اس کا نام نولکھا رکھا گیا۔

انگریزوں اور سکھوں کے زمانہ میں وہ لوگ یہاں سے پچی کاری کے بے شمار خوشنما پتھر اکھاڑ کر لے گئے اور سنگ مرمر کی جالیاں اکھاڑ کر مٹی کی جالیاں لگادی گئیں۔ یہ سب جالیاں سکھ دربار اور امرتسر کے لئے لے گئے۔ نولکھا اور سہ دریوں کی چھتیں اور دیواریں شیشے کے خوبصورت کام اور رنگین گلکاریوں سے مزین ہیں۔ اس کے بعض گوشوں میں عقیق، رنگ سلیمانی، سبز، نیلا، لاجوردی اور سنہری پتھر خوبصورت پھولدار ڈیزائنوں میں جڑے گئے ہیں۔

آٹھ دری

شیش محل سے باہر نکلیں تو سامنے آٹھ دری نظر آتی ہے۔ یہ رنجیت سنگھ نے تعمیر کروائی تھی۔ اس کی شمالی دیوار پر موجود رنگین تصویر ہندوؤں کے آٹھویں اوتار متھرا کے راجہ شری کرشن کے لڑکپن اور نوجوانی کے زمانہ کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ آٹھ دری چوک میں واقع ہے جس کے مشرق میں لمبے چبوترے کے عقب میں ایک آبشار کے نشان بھی ملتے ہیں۔

اس چبوترے کے شمالی سرے کے قریب مشرق میں ایک برج ہے جسے کالا برج کہتے ہیں اس کے وسط میں ایک مربع کمرہ اور اس کے چاروں طرف غلام گردشیں بنی ہوئی ہیں۔ جنوبی جانب کمروں کی ایک لمبی قطار ہے۔ اس کے مشرق کی طرف ایک بڑا چوک ہے کبھی اس چوک کے گرد چاروں طرف کمرے ہوتے تھے لیکن اب ان کمروں کی صرف بنیادیں نظر آتی ہیں۔

کالے برج سے ذرا آگے مشرقی جانب ایک اور برج ہے جو لال برج کہلاتا ہے اس میں ایک ہشت پہلو گنبددار کمرہ ہے۔

دیوان خاص

لال برج کے مشرقی جانب سنگ مرمر کی ایک خاصی بڑی اور خوبصورت بست دری ہے یہ دیوان خاص ہے جسے شاہجہان نے 1645ء میں تعمیر کروایا تھا۔ یہاں بیٹھ کر مغل شہنشاہ اپنے امراء وزراء سے سلطنت کے انتظامی امور کے بارے میں مشورے کیا کرتے تھے۔

دیوان خاص کے سامنے خوبصورت باغ ہے جس کے درمیان میں سنگ مرمر کا چبوترہ ہے۔ دیوان خاص کے کمروں کے مغرب میں شاہی حماموں کی قطار شرقاً غرباً چلی جاتی ہے اور حماموں کے شمال میں باہر ایک کھلا میدان ہے۔ اس کے مغرب میں ایک چھوٹی سی مسجد کے کچھ نشانات باقی ہیں جو غالباً بیگمات کے لئے بنی تھی۔

احاطہ جہانگیری

ان حماموں کے مشرق کی طرف خشتی چبوترے سے ذرا نشیب میں احاطہ جہانگیری ہے۔ یہ عمارت شہنشاہ جہانگیر نے تعمیر کرائی تھی۔ اس کے مشرق ومغرب میں کمروں کی قطاروں کے آثار نظر آتے ہیں۔ اس احاطے کے بعض ستون مربع بعض پہلودار اور بعض سادہ ہیں۔ ان پر ہاتھیوں، شیروں اور پرندوں کی تصاویر بنی ہوئی ہیں۔

عجائب خانہ

احاطہ جہانگیری کے شمال میں ایک لمبے چبوترے کے اوپر وسط میں ایک عمارت ہے جو عجائب خانہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ یہ عمارت دراصل جہانگیر کی خواب گاہ تھی۔ اس کے سامنے کا برآمدہ انگریزی عہد کا بنا ہوا ہے۔ سکھوں کے زمانے کے جنگی ہتھیار جو قلعہ سے دستیاب ہوئے تھے اس میں رکھے گئے ہیں۔ اور برآمدے میں پیتل کی 28 توپیں رکھی گئی ہیں۔ یہ توپیں امیر شیر علی خان شاہ افغانستان کی فرمائش پر کابل میں بنائی گئی تھیں۔ کابل کو فتح کرنے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگریز وہاں سے یہ توپیں لے آئے تھے۔

یہ عمارت تین کمروں پر مشتمل ہے مشرقی کمرہ میں نقشے اور فوٹو وغیرہ ہیں اور باقی دو میں الماریوں کے اندر مختلف قسم کے ہتھیار جن میں تلواریں ' کٹاریاں' خنجر' چھرے' پستول' توڑے دار اور چقماقی بندوقیں' برچھے بھالے' تیر کمانیں' زرہ بکتر اور خود وغیرہ نہایت قرینے سے رکھے گئے ہیں۔

عجائب خانہ کے مغرب میں ایک بورڈ آویزاں ہے یہاں ایک کمرہ ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ رنجیت سنگھ کا پوتا کنور دلیپ سنگھ جو بعد میں عیسائی ہو گیا تھا اسی کمرہ میں پیدا ہوا۔ عجائب خانہ کے مشرق میں ایک آٹھ دری اور اس کے مشرق میں جہانگیری محل کا ایک کمرہ ہے۔

احاطہ جہانگیری کے جنوب میں ایک وسیع چبوترہ ہے اس چبوترے کے مغربی سرے پر دو منزلہ عمارت ہے جو مائی جنداں کا محل کہلاتی ہے۔ مائی جنداں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ایک بیوی چاند کنور کا پیدائشی نام ہے۔ رنجیت سنگھ کے زمانہ کی تصاویر کا جو مجموعہ حکومت پاکستان نے چند سال قبل خریدا تھا ان کی نمائش مائی جنداں کی اس حویلی میں لگائی گئی ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اکبر بادشاہ کا محل اسی چبوترہ پر واقع ہے۔

دیوان عام

شاہی قلعہ کے اکبری دروازے سے آگے بڑھ کر ایک پیچ دار راستے سے ہم دیوان عام کے احاطے میں داخل ہوتے ہیں جو 730 فٹ لمبا اور 460 فٹ چوڑا ہے دیوان عام کو اکبر نے 1566ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے چاروں طرف کمرے بنے ہوئے تھے جن میں داخلے کے دروازے مغرب' جنوب اور مشرق میں تھے۔ اب ان کمروں کا کوئی نام و نشان باقی نہیں ہے۔ صرف موتی مسجد کے سامنے ایک صحن رہ گیا ہے۔

60 ستونوں پر مشتمل کھلا ہوا دیوان عام بڑے احاطے میں اپنی جگہ پر قائم ہے۔ دیوان کے پیچھے شمالی جانب 8 فٹ کی بلندی پر چند کمرے ہیں جنہیں تخت یا دربار کہا جاتا ہے۔

اس کا عقبی حصہ جو دولت خانہ خاص و عام کہلاتا ہے دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اس میں ایک جھروکا بھی ہے جو مسند شاہی کہلاتا ہے۔

جس چبوترے پر دیوان عام بنوا ہے اس کے اردگرد سرخ پتھر کا جنگلا لگا ہوا تھا شکستہ ہونے کی وجہ سے اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تھا لیکن حال ہی میں اس کی دوبارہ تعمیر کی گئی ہے۔

چبوترے کے عین وسط میں نقار خانہ تھا جہاں بادشاہ کے تخت نشین ہوتے ہی فوجی سازندے فوجی دھنیں بنایا کرتے تھے۔ رنجیت سنگھ کے دور میں دیوان عام کا نام ہی تخت رکھ دیا گیا لیکن یہ سکھ حکمران کسی وجہ سے خود شاہی تخت پر کبھی بھی براجمان نہیں ہوا۔ رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد اس کی ارتھی جلائے جانے سے قبل کچھ وقت کے لئے اسی ایوان میں پڑی رہی۔

انگریزوں کے تسلط کے بعد اس ایوان کو انگریزوں کی سکونت کے لئے بیرکوں میں تبدیل کر دیا گیا ایوان کی تمام محرابوں کو اینٹوں سے پر کر کے اسے ایک وسیع ہال میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور پھر اس کے اندر لکڑی کے تختے لگا کر کمرے بنا لئے گئے۔ قریباً 72 سال قبل یہ سب چیزیں ہٹا کر ایوان کو پھر کشادہ کر دیا گیا۔

مکاتیب خانہ

دیوان عام کے وسیع میدان کے مغربی گوشے میں ایک عمارت کا بلند دروازہ نظر آتا ہے۔ اس پر موجود کتبہ کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہانگیر نے معمور خان کی نگرانی میں 1618ء میں ایک محل اس قلعہ میں تعمیر کرایا تھا اور یہ اسی محل کا دروازہ تھا یہ ایک قسم کا باب داخلہ تھا جہاں دولت خانہ جہانگیری میں آنے جانے والوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کی غرض سے محرر بیٹھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے یہ مکاتیب خانہ مشہور ہوا۔

موتی مسجد

مکاتیب خانہ کے شمالی دروازہ سے باہر نکلیں تو بائیں ہاتھ کی دیوار کے ساتھ ایک زینہ ہے۔ اس کے اوپر چڑھیں تو بائیں جانب موتی مسجد کا دروازہ نظر آتا ہے۔ یہ دراصل زنانہ مسجد تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس کا نام بدل کر موتی مندر رکھ دیا اور سلطنت کا خزانہ بھی اسی مسجد میں رکھا جاتا تھا۔ سکھوں کے بعد انگریزی سرکار بھی صوبہ پنجاب کا خزانہ اسی مسجد میں رکھتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد اس کا نام پھر موتی مسجد ہی رکھا گیا یہ مسجد ابھی تک بہت خوبصورت اور عمدہ حالت میں ہے۔

شاہی قلعہ لاہور جس کا طول 1500 فٹ اور عرض 1200 فٹ ہے ماضی کی عظمت و سطوت کا امین ہے اس کی پر سکوت دیواریں اینٹ' پتھر' چونے اور گارے وغیرہ سے ہی مرتب نہیں بلکہ ان پر ماضی کے حکمرانوں کی ہیبت و جلالت کے سینکڑوں قصے بھی رقم ہیں یہ وہ قصے ہیں جو الفاظ میں ڈھل نہیں پاتے۔ قلم جنہیں بیان نہیں کر سکتا۔ صرف زمانے نے اپنی پتھریلی آنکھوں سے رزم و بزم کے یہ ان گنت مشاہدات دیکھے ہیں اور یہ مشاہدات آج اس قلعہ کی تاریخ کا جزو بن چکے ہیں۔

آئندہ 35 برس میں شہروں کی آبادی دگنی ہو جائے گی۔

اگلے 35 برسوں میں شہروں کی آبادی دگنی ہو جائے گی۔ برطانوی جریدے "اکانومسٹ" نے اقوام متحدہ کے ماہرین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دنیا کی آبادی میں سالانہ 8 کروڑ اور 50 لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے مجموعی طور پر آبادی میں اضافے کی شرح 1960ء کی دہائی کے مقابلہ میں کم ہے اگلے 51 برسوں میں دنیا کی موجودہ آبادی 6۔ ارب سے بڑھ کر 9 ارب تک ہونے کا امکان ہے۔

(روزنامہ جنگ 28 مارچ 1998ء)

مکرم شیخ نثار احمد صاحب

قوم کا وفادار اور بہادر سپاہی

لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد صاحب مورخہ 20۔ جولائی کو سی ایم ایچ (C.M.H.) لاہور میں برین ہیمبرج کی وجہ سے وفات پا گئے۔ آپ خاکسار کے خالو تھے۔

الفضل کے قارئین مرحوم کرنل بشارت احمد صاحب سے بخوبی واقف ہیں۔ کیونکہ مختلف موضوعات پر ان کے مضامین الفضل میں باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ مرحوم محترم جناب ملک رسول بخش صاحب کے بیٹے اور مکرمی و محترمی شیخ مبارک احمد صاحب و شیخ نور احمد منیر صاحب' شیخ فضل احمد و شیخ بشیر احمد صاحب کے برادر نسبتی تھے۔ مرحوم کرنل صاحب کی شخصیت کئی جہت سے ہمہ گیر تھی۔ مرحوم پاک فوج کے ایک ایسے دلیر اور نڈر سپاہی تھے جنہوں نے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں شاندار کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

1971ء کی جنگ میں مرحوم نہایت دلیری سے لڑتے ہوئے اگلے محاذوں پر شدید زخمی ہوئے اور شدید زخمی حالت میں ہی جنگی قیدی بنائے گئے۔ ہندوستان میں قید کے دوران ان کے بیرونی ممالک کے اخباروں میں اور B.B.C. سے انٹرویو ہوئے۔ جس میں ایک عنوان یہ تھا "بہادر پاکستانی کرنل کہتے ہیں کہ اگر آئندہ کبھی ایسا موقع آیا تو ہم پھر لڑیں گے"۔ یہ ایک ایسے مجاہد کا بیان تھا۔ جو شدید زخمی ہونے کی صورت میں دشمن کی قید میں تھا۔

مرحوم کرنل بشارت احمد صاحب کی والدہ امتہ الرحمان صاحبہ بہت ہی دعاگو خاتون تھیں اور مرحوم اپنی والدہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ 1965ء کی جنگ میں جب مرحوم سیالکوٹ کے محاذ پر وطن عزیز کے دفاع کے لئے لڑ رہے تھے تو انکی والدہ دن رات اپنے بیٹے کی سلامتی کیلئے دعائیں کر رہی تھیں کہ ایک رات انہیں خواب میں بتلایا گیا کہ پاکستان محفوظ رہے گا۔ انہوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دوبارہ استدعا کی کہ اللہ میاں میرے بیٹے کی خیریت مطلوب ہے۔ اسی رات انہیں دوبارہ خواب آئی کہ سیالکوٹ محفوظ رہے گا۔ وہ پھر جاگ اٹھیں اور دوبارہ دعا کی کہ اللہ میاں میں نے اپنے بیٹے کی حفاظت کی التجا کی ہے۔ اسی رات تیسری مرتبہ انہیں خواب میں بتایا گیا کہ تیرا بیٹا بھی محفوظ رہے گا۔

حضرت خلیفتہ المسیح الثالث نے امامت کے بعد پہلے دورۂ انگلستان کے موقعہ پر ایک انگریز خاتون کے اس سوال پر کہ ایک عام آدمی اور ایک احمدی میں کیا فرق ہے۔ محترم کرنل بشارت احمد کی والدہ کی اس خواب کو بیان فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ایک احمدی خاتون کو بھی سچی خوابوں سے حالات کی آگاہی فرماتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفتہ المسیح الرابع نے بھی کرنل صاحب کی والدہ کی اس خواب کو تعلق باللہ کے ضمن میں بیان فرمایا۔

1971ء میں ہندوستان میں قید کے دوران کرنل صاحب نے بہت دعائیں کیں۔ تو انہیں خواب میں بتایا گیا کہ رہائی دو' اڑھائی ماہ میں ہوگی۔ چنانچہ پورے اڑھائی ماہ بعد وہ پہلے جنگی قیدی تھے جنہیں رہائی ملی۔

فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کرنل بشارت احمد صاحب نے سلسلہ کے کاموں کیلئے اپنے آپ کو وقف رکھا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے مواقع پر حفاظت جلسہ کی ڈیوٹی باقاعدہ طور پر ادا کرتے رہے۔

مرحوم کرنل صاحب بہت باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ نوجوانوں اور ہم عصروں سب سے نہایت دوستانہ اور محبت بھرا تعلق رکھتے تھے۔ مرحوم کو تاریخی اور مذہبی کتب پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ خاکسار کے جب گھر آتے تو پہلا سوال یہی کرتے کہ کوئی نئی کتاب پڑھی ہے۔ خاکسار کا جب بھی الفضل میں مضمون چھپتا ہمیشہ ہی صبح صبح فون کرتے اور مضمون کے سلسلے میں حوصلہ افزائی فرماتے۔

کرنل صاحب نے بہت سادہ اور درویشانہ طبیعت پائی۔ شادی بیاہ کے رسم و رواج کے بہت خلاف تھے۔ نظام جماعت سے کامل وابستگی رکھتے تھے۔ اور امام جماعت سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ سلسلہ کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔

کرنل صاحب کے دو بیٹے عزیزم محمد امجد اور عزیزم محمد احمد اور دو بیٹیاں عزیزی فوزیہ مرزا اور عزیزی فریدہ مظہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کرنل بشارت احمد صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور انہیں اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کے بچوں اور اہلیہ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

مستقبل میں تعلیم کا طریق

مستقبل میں سکول کیسے ہونے چاہئیں یا کیسے ہوں گے اس منصوبہ پر برطانوی حکومت نے کام شروع کر دیا ہے۔ جس پر ایک ملین پونڈ خرچ آئے گا۔ بتایا گیا ہے کہ مستقبل کے کلاس رومز میں چاک' تختہ سیاہ' اور مشقی کاپیاں ختم ہو جائیں گی اور ان کی جگہ کمپیوٹر سنبھال لیں گے۔ برطانوی جریدے ڈیلی میل کے مطابق مستقبل میں کمپیوٹرائزڈ سکول ہوں گے جہاں اساتذہ الیکٹرک پین کے ذریعے بڑی بڑی سکرینوں پر لکھیں گے۔ اور یہ تحریر براہ راست طالب علموں کے ڈیسک کے آگے لگے ہوئے کمپیوٹر تک منتقل ہو جائے گی۔ بولنے والے کمپیوٹرز حساب اور انگلش کا ہوم ورک کریں گے جبکہ طالب علموں کو مضمون کے متن سے روشناس کرانے کے لئے اس کی ویڈیو فلم کمپیوٹر پر دکھائی جا سکے گی۔ طالب علم بیماری میں گھر بیٹھے کمپیوٹر کے ذریعے درخواست سکول بھجوا سکیں گے۔

○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

یوم تحریک جدید 28- اگست 1998ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے

○ امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ

سال رواں 1998ء کا دوسرا یوم تحریک جدید مورخہ 28- اگست 1998ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

اس موقع پر امراء و صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا احباب کے سامنے ذکر کیا جائے۔

اس دن حسب ذیل چند مطالبات تحریک جدید پر خصوصی روشنی ڈالی جائے۔

1۔ احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کی جائے۔

2۔ والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔

3۔ نوجوان اور نیز احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

4۔ رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔

5۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

6۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔

7۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

8۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص دعا کریں۔

نوٹ = اگر کسی وجہ سے 28- اگست کو یوم تحریک جدید منایا نہ جا سکتا ہو تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو "جلسہ یوم تحریک جدید" منایا جائے اور اس کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع کی فرمائیں۔

مربیان و معلمین کرام سے یوم تحریک جدید کو کامیاب بنانے اور اس کی رپورٹ بھجوانے کے لئے تعاون کی درخواست ہے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تین پھل دار پودے

○ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فروری 1996ء میں اہالیان ربوہ کے لئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ربوہ میں ہر گھر کم از کم تین پھل دار پودے لگائے۔ مثلاً کینو، امرود اور تیسرا پودا اپنی مرضی سے جو چاہے لگائیں۔

اس ارشاد کی تعمیل میں اہالیان ربوہ نے بڑے جوش و خروش سے پودے لگائے۔ اب اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا ہمارے گھر میں کم از کم تین پھلدار پودے موجود ہیں۔ اگر نہیں تو فوری طور پر اپنے امام کے ارشاد کے مطابق تین پھلدار پودے لگوائیں۔ گلشن احمد نرسری اس موقع پر رعایتی نرخوں پر پودے فراہم کرے گی مثلاً

کینو اور اس کی دیگر اقسام 6 روپے فی پودا۔ صرف و ینیسالیٹ مالٹا 10 روپے میں ملے گا۔ امرود 3 روپے۔ 5 روپے۔ آم پیوندی 45 روپے۔ پیوندی بیری 45 روپے۔

(نگران گلشن احمد نرسری)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان داخلہ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور

○ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور نے میٹرک پاس (عمر 16 تا 23 سال) خواتین کے لئے مندرجہ ذیل شعبہ جات میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

1۔ کمرشل آرٹس / گرافکس 2 سال
2۔ کمپیوٹر اینڈ الیکٹرانکس 2 سال
3۔ آرکیٹکچرل ڈرافٹنگ 2 سال
4۔ آفس سیکرٹری 2 سال
5۔ کمپیوٹر آپریٹر 1 سال
6۔ آفس اسسٹنٹ 1 سال
7۔ ریسپشنسٹ 1 سال
8۔ ڈریس ڈیزائننگ 2 سال
9۔ ڈریس میکنگ 1 سال

درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 22-8-98 مقرر ہے۔

(بحوالہ روزنامہ "جنگ" 13-8-98)

(نظارت تعلیم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مقالہ نویسی خدام

○ خدام کے لئے مقالہ نویسی کا عنوان "خلافت رابعہ میں جماعتی ترقیات" مقرر ہے۔ جس کی آخری تاریخ 31- اگست 1998ء ہے۔ خدام کثرت سے اس میں شامل ہوں۔ قائدین سے نگرانی کی درخواست ہے۔

(مہتمم تعلیم)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے خاص خاص پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 19- اگست 1998ء

12-40 رات-چلڈرنز کارنر-یسرنا القرآن
1-00 رات- چلڈرنز کارنر- واقفین نو پروگرام
2-00 رات-ترجمۃ القرآن کلاس
3-15 رات-فرنچ زبان سیکھیے
4-45 صبح-چلڈرنز کارنر-یسرنا القرآن
5-05 صبح-لقاء مع العرب
6-25 صبح-طبی معاملات
7-00 صبح-اردو کلاس
8-05 صبح-فرنچ زبان سیکھیے
8-50 صبح-ترجمۃ القرآن کلاس
10-45 صبح-چلڈرنز کارنر-یسرنا القرآن
11-30 دوپہر- اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات از سید طاہر احمد صاحب ناظر تعلیم
12-00 دوپہر-ایم ٹی اے ورائٹی- تقریر
1-00 دوپہر-لقاء مع العرب
2-05 دوپہر-اردو کلاس
3-10 دوپہر-ایم ٹی اے ورائٹی-از مسعود احمد خان دہلوی
3-50 ,, ڈاکومنٹری
4-30 سہ پہر-جرمن زبان سیکھیے
7-10 رات-ترجمۃ القرآن کلاس
8-15 ,, لقاء مع العرب
10-30 ,, اردو کلاس

جمعرات 20- اگست 1998ء

12-35 رات-چلڈرنز کارنر- حضور ایدہ اللہ سے ملاقات
1-10 رات- ایم ٹی اے ادبی پروگرام- عبید اللہ علیم کی یاد میں ایک تقریب
2-05 رات-ترجمۃ القرآن کلاس
3-10 رات-جرمن زبان سیکھیے
4-50 صبح-چلڈرنز کارنر- حضور ایدہ اللہ سے ملاقات
5-20 صبح-لقاء مع العرب
6-25 صبح-کینیڈین ڈیسک-ٹیک ٹاک
6-50 صبح-اردو کلاس
8-05 صبح-جرمن زبان سیکھیے
8-45 صبح-ترجمۃ القرآن کلاس
10-45 صبح-چلڈرنز کارنر-حضور ایدہ اللہ سے ملاقات
11-10 دوپہر- سندھی پروگرام- خطبہ جمعہ 12-7-96 کا سندھی ترجمہ
12-10 دوپہر- ایم ٹی اے ادبی پروگرام- عبید اللہ علیم کی یاد میں ایک تقریب
2-15 دوپہر-اردو کلاس
3-20 دوپہر-کوئز- تاریخ احمدیت- از خدام الاحمدیہ پاکستان
4-35 سہ پہر-عربی زبان سیکھیے
7-00 رات-ہومیو پیتھی کلاس
8-10 ,, لقاء مع العرب
10-30 ,, اردو کلاس

بقیہ صفحہ 1

نمائش کے ناظم اعلیٰ مکرم نصیر احمد انجم صاحب نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال 26 اضلاع کے 119 خدام نے 690 مختلف اشیاء نمائش میں پیش کیں جبکہ سال گذشتہ 28 اضلاع کے 127 خدام نے 682 چیزیں نمائش میں پیش کی تھیں۔

اس کے بعد مہمان خصوصی نے انعامات تقسیم فرمائے۔ 7 شعبوں میں اول دوم سوم اور حوصلہ افزائی کے علاوہ خصوصی انعامات بھی دیئے گئے۔

سب سے زیادہ اور معیاری اشیاء کے لانے کے بین الاضلاعی مقابلے میں مجلس ربوہ اول آئی۔ مکرم قمر احمد کوثر صاحب مہتمم مقامی نے انعام حاصل کیا۔

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب نے مہمانان اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دعا کرائی۔

طبّ یونانی کا مایہ ناز ادارہ
قائم شدہ : 1958ء
تریاق اٹھرا
60 گولی 25/-
120 گولی 50/-
600 گولی 250/-
نور نظر
(اولاد نرینہ کیلئے)
مرض اٹھراء اور ہر قسم کے علاج کیلئے
کورس کستوری والا 1100/-
کورس قلب الحجر والا 200/-
زوجام عشق خاص
اکسیر الرجال
حب مقوی کبیر
امساکین
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
211538

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 18- اگست- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 31 سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 38 سنٹی گریڈ
19- اگست غروب آفتاب 50-6
20- اگست طلوع آفتاب 34-5

عالمی خبریں

وائس آف امریکہ نے اطلاع دی ہے کہ فلسطینی صدر یاسر عرفات نے اسرائیلی پارلیمنٹ کے تین اعتدال پسند ارکان کو فلسطینی ریاست کے اسرائیل سے علیحدہ ہونے کے اعلان سے آگاہ کردیا ہے۔ یہ قدم اسرائیل سے مکمل آزادی کی طرف پہلا قدم ہے۔ یاسر عرفات نے کہا کہ اسرائیل کی کٹر یہودی حکومت مسئلے کے حل میں سنجیدہ نہیں۔ مذاکرات میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ یاسر عرفات آئندہ سال مئی میں آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کا باقاعدہ اعلان کردیں گے۔ امریکہ اسرائیل اور فلسطین میں ثالثی کا کردار ادا کرنے سے دستکش ہوچکا ہے۔ وہ دونوں ملکوں میں براہ راست مذاکرات کا حامی ہے۔

طالبان نے کہا ہے ہم افغانستان پر مکمل کنٹرول کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ بڑوں اور عوام نے طالبان کی حمایت کردی ہے۔

سنگاپور میں 19 ممالک کی اسلامی بینکنگ پر کانفرنس میں کہا گیا ہے کہ غیر سودی بینک مالیاتی بحرانوں سے بہتر طریق پر نبٹ سکتے ہیں۔

عراق نے اقوام متحدہ سے کہا ہے کہ چیئرمین معائنہ کمیشن کو تبدیل کیا جائے تو اقوام متحدہ سے تعاون کریں گے۔ بغداد میں اقوام متحدہ سے مذاکرات کے دوران اقوام متحدہ نے کہا کہ معائنہ کا کام ادھورا ہے۔ عراق عدم تعاون ختم کرے۔ عراق نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اگر مزید معائنہ کرنا ہے تو اس کی مدت مقرر ہونی چاہئے۔

عراقی ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ اپنا لہجہ نرم اور رویہ درست کرے۔

بھارت کے یوم آزادی پر لندن میں سکھوں اور کشمیریوں نے مظاہرے کئے۔ مظاہرین نے سفارت خانے جاکر بھارتی مظالم پر مشتمل لٹریچر تقسیم کیا۔

اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے افغانستان میں امریکی فوجی اپریشن کا امکان ظاہر کیا جارہا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

پاکستان میں تمام امریکن سنٹرز بند کردیئے گئے ہیں۔ سفارت خانے میں کام معطل کردیا گیا ہے۔ نامعلوم افراد کی دھمکیوں کے بعد امریکہ نے پاکستان میں سفارتی عملہ کم کردیا ہے۔ تمام متعلقہ امریکیوں کو فوری طور پر پاکستان چھوڑنے کی ہدایت کردی گئی ہے۔ پاکستان نے بم دھماکے کے ملزم محمد ہویدا کو کینیا کے حوالے کیا تھا۔ جس کے بعد امریکی حکام اپنے شہریوں کے لئے شدید خطرات محسوس کررہے تھے۔ سفارتی عملے میں 55 فیصد کمی کردی گئی ہے۔ امریکیوں کی پاکستان سے واپسی کے لئے خصوصی پروازیں چلیں گی۔

اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے نے ویزا سیکشن بند کردیا ہے۔ بعض ذرائع کے مطابق 180 اہلکاروں کو واپس بلایا گیا ہے۔ لاہور میں امریکی قونصلیٹ کے عملے کو 24 گھنٹے میں شہر چھوڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ امریکیوں کو پاکستان میں سفر سے روک دیا گیا ہے۔ امریکی موقف یہ ہے کہ امریکی سفارت خانوں کو بموں سے اڑانے کی سنگین دھمکیاں ملی ہیں۔ پاکستان میں سنگین خطرات ہیں۔ ہم کوئی رسک لینے کے لئے تیار نہیں۔ قونصل خانے بھی بند کرنے پر غور کیا جارہا ہے۔

پاکستان کے دفتر خارجہ نے امریکی خدشات کو غیر ضروری قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ امریکی سفارت خانے اور عملے کے تحفظ کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ نہ صرف پولیس بلکہ وفاقی ایجنسی کا عملہ بھی تعینات کیا گیا ہے۔

لاہور میں ہائی کورٹ کے اندر اور باہر پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر پولیس نے وحشیانہ تشدد کیا۔ خواتین کے کپڑے پھاڑ ڈالے سینکڑوں افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ اخبارات میں خواتین پر تشدد کرتے ہوئے پولیس والوں کی تصاویر شائع کی گئیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو پیشی کے لئے آئیں تو پیپلز پارٹی کے سینکڑوں کارکن ہائی کورٹ کے احاطہ میں داخل ہوئے۔ بعض خواتین اور کارکن جنگلے اور دیواریں پھاند کر اندر گھس گئے۔ اٹارنی جنرل کے دفتر پر حملہ کردیا اور شیشے توڑ دیئے۔ محترمہ کی سیکرٹری ناہید خان کو دھکے دیئے گئے۔ اور زبردستی گاڑی میں بٹھانے کی کوشش کی گئی۔ گرفتار خواتین میں ساجدہ میر اور مشتاق اعوان کی اہلیہ شامل ہیں۔ وکلاء پر بھی تشدد کیا گیا۔ کارکن پولیس کے ٹرک کے آگے لیٹ گئے۔ کارکنوں کو سڑک پر گھسیٹا گیا۔ خواتین کو تھپڑ مارے اور گالیاں دی گئیں وکلاء نے ناہید خان کے ساتھ چیف جسٹس کو صورت حال سے آگاہ کردیا۔ چیف جسٹس نے گرفتار شدہ کارکنوں کی رہائی کا حکم دے دیا۔

صدر مملکت رفیق تارڑ نے کہا ہے کہ قومی یکجہتی کے خلاف سازشیں ناکام رہیں گی۔

وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ ملک بحران کا شکار نہیں۔ اسلامی نظام نافذ کرکے رہیں گے۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی برسی کے موقع پر اسلام آباد میں کہا کہ شہید ضیاء الحق کی خواہش ضروری پوری ہوگی۔ اس موقع پر شہید اسلام زندہ باد' اور ایٹمی قوت کا بانی زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔

وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اقتصادی تباہی کی باتیں کرنے والے بتائیں کیا دھماکوں پر میں دنیا سے معافی مانگ لوں۔ اگر ایسا کروں تو کل ہی یہاں ڈالروں کی بارش ہو جائے گی۔ عزت سے جیئیں گے۔ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔ ہم خدا پر بھروسہ کرنے والے لوگ ہیں۔ پابندیاں لگانے والے خود شرمندہ ہو رہے ہیں۔ قوم افواہیں پھیلانے والوں اور مایوسی کی باتیں کرنے والوں کا محاسبہ کرے۔ ہم مایوس نہیں ہم نے ملکی دفاع کو ناقابل تسخیر بنادیا ہے۔ اب دشمن ہماری طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

لاہور کی دیواروں پر پوسٹر لگائے گئے۔ پنجاب کا یہ نعرہ ہے آصف زرداری ہمارا ہے۔ تاہم انتظامیہ نے اکثر جگہوں سے پوسٹر اتروا دیئے۔

لاہور ہائی کورٹ کے احتساب بنچ نے از خود محترمہ بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری کو حاضری سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ محترمہ نے خود عدالت میں دلائل دیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اثاثے منجمد ہیں لہٰذا وکیل مقرر نہیں کر سکتے۔ بنیادی حقوق سلب کئے جارہے ہیں۔ اور ریفرنس میں جعلی دستاویزات پیش کی جارہی ہیں۔ سوئس اٹارنی جنرل نے کوئی دستاویزات نہیں دیں۔ مگر اضافی دستاویزات پیش کردی گئیں ہیں۔ عدالت نے کہا محترمہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کے حقوق کا تحفظ ہوگا۔ آپ کی طرف سے اٹھائے گئے نکات پر فیصلہ دیں گے۔ ٹھوس وجوہات کی بناء پر درخواست دیں۔ ریلیف دیں گے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے لاہور ہائی کورٹ میں پیشی کے موقعہ پر کہا کہ خونی انقلاب کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حکمران تاریخ سے سبق حاصل کریں۔ کالا باغ ڈیم کا اعلان آئین کے خلاف ہے۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دکان: 212515 رہائش: 212300

رقبہ برائے فروخت

باموقع رقبہ تقریباً 2 کنال سکنی احمد نگر ملحقہ پختہ سڑک سرگودہا روڈ طالب والا روڈ کے سنگم پہ پلاٹ بندی ہوئی ہے اور نقشہ بنا ہوا ہے۔ برائے فوری فروخت موجود ہے۔ سرمایہ کاری کا بہترین موقعہ
رابطہ کیلئے
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
10- کمیٹی مارکیٹ- ربوہ
212626-212508

جدید ہومیوپیتھک مجربات (SPECIFICS)

پرانی ضدی امراض میں ہر بیماری کیلئے نام بنام کورس مثلاً

علامات	قیمت	اردو نام	انگریزی نام
دمہ، سانس کی تنگی کا شافی علاج	100/-	دمہ کورس	ASTHMA COURSE
کمزور بچوں کی ہڈیوں کی نشوونما اور جسمانی توانائی کیلئے	50/-	بے بی گروتھ کورس	BABY GROWTH COURSE
کمی خون، دبلے پتلے کمزور افراد کی نشوونما و توانائی کیلئے	175/-	تعمیر بدن کورس	BODY BUILDING COURSE
قد کا چھوٹا ہونا، بچوں اور نوجوانوں کی رکی ہوئی نشوونما کیلئے	150/-	چھوٹا قد کورس	DWARFISHNESS COURSE
نزدیک کی نظر کی عمومی کمزوری کیلئے	120/-	کمزوری نظر کورس	EYE SIGHT COURSE
بالوں کے گرنے کمزور ہونے اور گنجاپن کیلئے	65/-	بال جھڑ کورس	FALLING HAIR COURSE
دل کی کمزوری، دل کا بیٹھنا، دل کے فعل میں بے قاعدگی کیلئے	100/-	مقوی دل کورس	HEARTONE COURSE
گردے مثانے یا پیشاب کی نالیوں میں پتھری کیلئے	320/-	پتھری گردہ کورس	KIDNEY STONE COURSE
بواسیر خونی و بادی کیلئے مفید کورس	70/-	بواسیر کورس	PILES COURSE

میڈیکل و ہومیو پیتھک سٹورز سے یا بذریعہ ڈاک طلب کریں۔ لٹریچر فری

کیور ریڈ وانٹرنیشنل - ربوہ

فون کلینک 211054(04524)
فون کلینک 771(04524)

فون ہیڈ آفس 213156(04524) سیلز آفس 211283(04524) فیکس 212299(92-4524)

پتہ بیرون